باسمہٖ تعالیٰ

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں☆

محبوبیت اور تبعیت

محبوبیت کا تعلق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہے اور تبعیت کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ کے درمیان ہے۔

محبوبیت

اللہ تعالیٰ نے ہر مادّہ (مؤنث) کے اندر یہ فطرت رکھی ہے کہ اسے اپنی اولاد سے بہت زیادہ محبت ہوتی ہے اور اپنی اولاد کا ہر طرح سے خیال رکھتی ہے، بالکل اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ جیسا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

> "ماں اپنی اولاد سے جتنی محبت کرتی ہے اس سے ستر درجہ زیادہ اللہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔(۱)

محبت کا یہ انداز تو اللہ تعالیٰ کا اپنے عام بندوں کے ساتھ ہے۔ اس بندے سے محبت کا کیا مقام ہوگا جس کی وجہ سے یہ دنیا قائم کی گئی، جسے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا۔ جسے اخلاق کی اعلیٰ تکمیل کے لئے بھیجا گیا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ بندہ جس سے محبت کرتا ہے اس کے لئے اپنی ہر چیز قربان کر دیتا ہے، جیسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر اپنے گھر کی ساری اشیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں۔

یہ حال تو بندے کا بندے کے ساتھ ہے، اور خدا تعالیٰ جو کل کائنات کا مالک ہے وہ اپنے پیارے بندے اور رسول کو اپنی محبوب نعمتیں کیسے عطا نہیں فرمائے گا؟ انہیں نعمتوں کا ذکر قرآن و حدیث کی روشنی میں اجمالاً کیا جاتا ہے۔

☆سابق صدر شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد

﴿الف﴾...... ایک شعر میں تین انعامات کا ذکر بہت خوب انداز میں کیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں:

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا، نہ کسی کو ملے، نہ کسی کو ملا
نمبر ۱ نمبر ۲ نمبر ۳
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر۔ و کلام۔ و بقا۔ کی قسم

شعر میں مذکور تینوں چیزوں کا ذکر قرآن پاک میں اس طرح آتا ہے۔

۱۔ لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ۝(۲)

مجھے اس شہر مکہ کی قسم ہے کہ (اے محبوب ﷺ) آپ اس میں تشریف فرما ہیں۔

۲۔ وَقِيلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (۳)

مجھے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس کہنے کی قسم ہے کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

۳۔ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ (۴)

اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ کی جان کی قسم، یہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں۔

﴿ب﴾...... آپ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں، اس لئے آپ کی موجودگی کی وجہ سے کافروں کا عذاب ٹل جاتا ہے۔

انت فیہم نے عدو کو بھی لیا دامن میں
عیشِ جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔ (۵)

اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمتِ عالم آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔

﴿ج﴾...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں تو اللہ پاک کیوں نہ مہرباں ہو گا؟

۱۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝(۶)

اور اگر وہ جب گناہ کریں اے محبوب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی چاہیں

اور آپ بھی ان کی شفاعت چاہیں تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

﴿د﴾...... آپ کے نام گرامی کو یہ عزت بخشی کہ کلام مجید میں آپ کو آپ کے القاب کے ساتھ پکارا گیا۔ محمد یا احمد کہہ کر نہیں پکارا۔

۱۔ یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ (۷) ۲۔ یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ (۸)

۳۔ یٰس (۹) ۴۔ رَؤُف رَّحِیْم (۱۰)

۵۔ مَتِیْنٌ (۱۱) ۶۔ نُوْرٌ (۱۲)

۷۔ عَزِیْزٌ (۱۳) وغیرہ اپنے نام دیئے۔

﴿ہ﴾...... آپ کے ہاتھوں کو یہ عزت حاصل ہوئی کہ اللہ پاک نے آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔

۱۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْرَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی۔ (۱۴)

اور جب آپ ﷺ نے خاک پھینکی تو آپ ﷺ نے نہیں پھینکی، بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔

۲۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ۔ (۱۵)

بے شک جو لوگ آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں، وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ یعنی بیعت رضوان جو حدیبیہ میں لی گئی تھی۔

﴿و﴾...... آپ ﷺ کی وجہ اور مرضی کو اعزاز دیا گیا۔ یعنی آپ ﷺ کا دیکھنا اور انتظار کرنا مقبول و منظور ہوا۔

۱۔ قَدْنَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ (۱۶)

ہم دیکھ رہے تھے آپ کا بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا۔ تو ضرور ہم پھیر دیں گے آپ کو اس قبلہ کی طرف جس میں آپ کی مرضی ہے۔ پس پھیر دیجئے اپنا منہ مسجد حرام کی طرف۔

﴿ز﴾...... آپ ﷺ کے قول کو وحی کا مقام دیا گیا۔

ا۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىO اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰىO (۱۷)

وہ نہیں بولتا اپنی چاؤ سے یہ تو وحی ہے جو پہنچی ہے۔

﴿ح﴾...... آپ ﷺ کو مقام اقربیت یعنی معراج دی گئی۔

ا۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ اَدْنٰى (۱۸)

پھر رہ گیا فرق دو کمانوں کا بلکہ اس سے بھی نزدیک۔

حضرت مجددؒ فرماتے ہیں:

ممکن کہ در مقاماتِ قرب الٰہی سلطانہ پا از دائرۂ زمان بیرون می نھد ازل و ابد را متحد می یابد۔ (۱۹)

﴿ط﴾...... شفاعتِ عظمیٰ (مقامِ محمود) آپ ﷺ تک مخصوص ہے۔

ا۔ وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا O (۲۰)

اور کچھ رات آپ ﷺ جاگتے رہیں، یہ آپ ﷺ کے لئے ایک زیادہ (عبادت) ہے۔ قریب ہے کہ کھڑا کردے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کا رب مقام محمود میں۔

جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا تو آپ ﷺ اللہ سے عرض کر کے مخلوق کو تکلیف سے چھڑالیں گے۔ اس وقت ہر شخص آپ ﷺ کی تعریف کرے گا اور اللہ پاک بھی کرے گا (یہی مقام محمود ہوگا)۔

۲۔ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ ۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا O (۲۱)

تب کیسا ہوگا جب ہر ایک امّت پر اللہ ایک گواہ (نبیؑ) کو کھڑا کرے گا اور ہم آپ ﷺ کو تمام امتوں پر گواہ بنا کر کھڑا کر دیں گے۔

﴿ی﴾...... آپ ﷺ کو ایسا عطیہ دیا گیا جو شفاعتِ تامہ کے اختیار کے مترادف ہے۔

ا۔ اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ O (۲۲)

بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی۔

﴿ک﴾......رب العالمین نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔

ا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلاَّ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ ○ (۲۳)

اور آپ ﷺ کو ہم نے نہیں بھیجا مگر سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔

﴿ل﴾...... آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

ا۔ مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍمِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ○ (۲۴)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور سب نبیوں پر مہر ہیں اور اللہ سب چیزوں کو جانتا ہے۔

﴿م﴾...... آپ ﷺ ہی کے ہاتھوں دین مکمل کیا گیا۔

ا۔ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (۲۵)

آج میں نے مکمل کیا تمہارے لئے تمہارے دین کو اور میں نے پوری کی تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کیا تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے۔

﴿ن﴾...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا گیا۔

ا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (۲۶)

ہم نے آپ پر اتاری یہ نصیحت (قرآن) اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اپنی پانچ خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔

اعطیت خمسا لم یعطهن احد قبلی ۔ (۲۷)

مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں۔

ا۔ نصرت بالرعب مسیرۃ شهر علی عدوی (۲۸)

ایک ماہ کی مسافت ہی سے دشمن پر میرا رعب طاری ہو جاتا ہے۔

۲۔ وجعلت لی الارض مسجداً و طهورا، فا یما رجل من امّتی ادر کته الصلوۃ فلیصل ۔ (۲۹)

ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاکیزہ بنا دی گئی ہے۔ سو جس کو نماز پالے تو وہ

(جہاں کہیں ہو) نماز پڑھ لے،

۳۔ واحلت لی المغانم ولا تحل لا حد من قبلی (۳۰)

غنیمت کا مال میرے لئے حلال کر دیا گیا ہے جو پہلے کسی پر حلال نہ تھا۔

۴۔ واعطیت الشفاعۃ۔ (۳۱)

مجھے شفاعت کا حق دیا گیا۔

۵۔ وکان النبی یبعث الیٰ قومہٖ خاصۃ و بعثت الی الناس عامۃ ۔ (۳۲)

پہلے نبی اپنی قوم کے لئے خاص ہوا کرتے تھے اور میں ساری دنیا کے لئے نبی بن کر آیا ہوں۔

ان کے علاوہ شانِ محبوبیت سے متعلق اور بہت سی احادیث ملتی ہیں لیکن مضمون کے طویل ہو جانے کی وجہ سے صرف حضرت امام ربانی (۱) مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ (م ۱۰۳۴ھ) کا ایک مکتوب جو انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و نعت اور درجہ محبوبیت سے متعلق شیخ فریدؒ کی طرف صادر فرمایا پیش کیا جاتا ہے۔

درجۂ محبوبیت

مَاانْ مَدَحتُ محمدٌ بمقالتی
سخن کب کر سکے مدح محمد؟
لٰکِنْ مَدَحْتُ مُقَالَتِی بِمحمدٖ
محمد زینت افزائے سخن ہیں

فَاَقُوْلُ وَبا اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ الْعِصْمَۃُ وَالتَوْفِیْق اِنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰہِ سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَاَکْثَرُ النَّاسِ تَبعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَکْرَمُ الْاَوَّ لِیْنَ وَالْاٰ خِرِیْنَ عَلَی اللّٰہِ وَ اَوَّلُ مَنْ یَّنشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُو اَوَّلُ شَافِعٍ و اَوَّلُ

۱۔ حضرت مجدد قدس سرہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سلسلے میں کیا خوب فرمایا ہے۔
"خدارا بواسطۂ آں دوست دارم کہ رب محمد است" (صلی اللہ علیہ وسلم)

مُشَفَّعٍ و اوّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ فَیَفْتَحُ اللّٰہُ لَہٗ وَحَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تَحْتَہٗ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَہٗ وَھُوَ الَّذِیْ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ وَ نَحْنُ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاِنِّیْ قَآئِلٌ قَوْلاً غَیْرَ فَخْرٍ وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَاَنَا قَآئِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فجعلنِی فِی خَیْرِ ھِمْ ثُمَّ جَعَلَھُمْ فَرِیْقَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ فِرْقَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ قَبَائل۔ فَجَعلنِی فِی خَیْرِ ھِمْ قَبِیْلَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ بُیُوْتاً فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ بَیْتًا فَاَنَا خَیْرُھُمْ نَفْسًا وَخَیْرُھُمْ بَیْتًا وَاَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَآئِدُھُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُھُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُھُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُ ھُمْ اِذَا یَئِسُوا الْکَرَامَۃُ وَ الْمفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاَنَا اَکْرَمُ وَلْدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّی یَطُوْفُ عَلَیَّ اَلْفُ خَادِمٍ کَاَنَّھُمْ بیضٌ مَّکْنُوْنٌ وَاِذَا کَانَ یَومُ الْقِیٰمَۃِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَ خَطِیْبَھُمْ وَصَاحِبَ شفاعَتِھِمْ غَیْرَ فَخْرٍ لَوْلَا ہُ لَمَا خَلَقُ اللّٰہُ سُبْحَانَہُ الْخَلْقَ وَلَمَا اَظْھَرَ الرَّبُوْبِیَّۃَ وَکَانَ نَبِیًّا وَ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَ الطِّیْنِ۔

شعر:

نہ ماند بعصیاں کسے در گرو کہ
دارد چنیں سید پیش رو

پس ناچار مصدقان ایں چنیں پیغمبر سید البشر علیہ الصلوۃ والسلام خیر الامم باشند کنتم خیر امۃٍ اخرجت نقد وقت ایشاں ست و مکذبانِ او علیہ الصلوۃ والسلام بدترین بنی آدم الاعراب اشد کفراً و نفاقاً نشانِ حالِ ایشان ست تا کدام صاحبِ دولت را بہ اتباعِ سنت سنیہ او بنوازند وبمتابعت شریعت رضیہ او سرفراز سازند۔ امروز عملِ قلیل را کہ مقرون بتصدیق

حقیۃ دین اوست علیہ الصلوٰۃ والسلام بعمل کثیر بر می دارند......

والیضاً چون آں سرور محبوبِ رب العلمین ست متابعانِ او بواسطۂ متابعت بمرتبۂ محبوبیت می رسند چہ محب درہر کہ از شمائل و اخلاقِ محبوبِ خود می بیند آنکس را محبوبِ خود می دارد مخالفان را ازین جاقیاس باید کرد۔(۳۳)

شعر:

محمدؐ عربی کا بروے ہر دوسرا ست
کسے کہ خاکِ درش نیست خاک برسراو

عرض پرداز ہوں اور اللہ پاک کی محافظت و توفیق کا خواستگار ہوں۔ تحقیق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار ہیں اور یوم قیامت میں اور لوگوں کی بہ نسبت زیادہ تابعداری والے ہوں گے۔ اللہ پاک کے نزدیک تمام اگلے اور پچھلے لوگوں میں آپ ہی سب سے زیادہ بزرگی والے ہیں۔(۳۴) اور آپ ہی (قیامت میں) سب سے پہلے قبر سے اٹھیں گے، آپ ﷺ ہی سب سے پہلے شفاعت فرمائیں گے۔ آپ ہی کی شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی۔ آپ ہی جنت کا دروازہ سب سے پہلے کھلوائیں گے اور اللہ پاک آپ ہی کے لئے دروازہ کھول دے گا۔(۳۵) قیامت کے دن لواء الحمد کے اٹھانے والے آپ ہی ہوں گے۔ جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔(۳۶) آپ ہی کی وہ ذات گرامی ہے جس نے فرمایاہے کہ قیامت کے دن ہم ہی آخر اور ہم ہی سبقت کرنے والے ہیں۔(۳۷) اور یہ کہ میں یہ بات فخر کے بغیر کہتا ہوں اور میں ہی اللہ کا حبیب ہوں اور میں ہی تمام رسولوں (علیہم السلام) کا پیش رو ہوں اور یہ فخر سے نہیں کہتا اور میں ہی تمام نبیوں کا خاتم ہوں اور یہ بات فخر سے نہیں کہتا، اور میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ تحقیق جب اللہ پاک نے خلقت کو پیدا فرمایا تو ان میں سے بہتر خلقت میں مجھے پیدا فرمایا۔ پھر اس مخلوق کو دو جماعتوں میں تقسیم کیا اور مجھے اچھی جماعت میں کیا۔ پھر ان کے قبیلے بنائے اور مجھے ان میں سے بہتر قبیلے میں بنایا۔ پھر ان کو گھروں میں تقسیم کیا اور مجھے ان میں

سے بہتر گھر والوں میں بنایا۔ پس میں نفس اور گھر کے لحاظ سے ان سب سے بہتر ہوں (۳۸) اور میں سب لوگوں سے پہلے ہوں گا جب وہ قبروں سے نکالے جائیں گے۔ میں انکا قائد (رہنما) بنوں گا جب کہ وہ گروہ در گروہ ہوں گے، میں ان کا خطیب بنوں گا جب کہ وہ خاموش کرائے جائیں گے۔ میں ان کا شفیع بنوں گا جب وہ روکے جائیں گے۔ میں ان کو خوشخبری دوں گا جبکہ وہ مایوس ہوں گے۔ کرامت اور جنت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں اپنے رب کے نزدیک تمام اولاد آدمؑ سے بزرگ ہوں۔ ہزار خادم میرے گرد طواف کریں گے، (مجھے گھیرے رہیں گے) جو خوشنما آبدار موتیوں کی طرح ہوں گے۔ (یعنی حور و غلمان) اور جب قیامت کا دن ہو گا تو میں تمام نبیوں (علیہم السلام) کا امام، خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا اور مجھے اس بات کا فخر نہیں۔(۳۹) اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو اللہ پاک خلقت کو پیدا نہ فرماتا۔ اور اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ فرماتا۔(۴۰) اور آپ اس وقت ہی نبی تھے جبکہ آدم علیہ السلام پانی اور کیچڑ کی منزل میں تھے (یعنی ابھی پیدا نہ ہوئے تھے)

شعر

سزا سے گناہوں کے ہوگا وہ دور
کہ سردار و قائد ہیں جس کے حضورؐ

پس لا محالہ ایسے پیغمبر سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے تمام امتوں سے افضل ہیں۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ ۔ (۴۱) انہیں کی شان ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے والے تمام بنی آدم سے بدتر ہیں اور اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَنِفَاقًا ۔ (۴۲) ایسے ہی لوگوں کی نشانی ہے۔

دیکھئے کس خوش قسمت کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے نوازا جاتا ہے اور ان کی پسندیدہ شریعت کی پیروی سے کس کو سرفراز کیا جاتا ہے؟ آج کا تھوڑا عمل جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دین کی تصدیق کی سند لئے ہوئے ہے۔ عمل کثیر کے برابر ہے۔ اور نیز جبکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام جہانوں کے پروردگار کے محبوب ہیں تو حضور ﷺ کے سب غلام محض پیروی کی وجہ سے محبوبیت کے درجہ کو پہنچ جاتے ہیں کیونکہ عاشق ہر اُس شخص کو جس

میں وہ اپنے معشوق کے اوصاف و اخلاق دیکھتا ہے اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ اسی طرح مخالفت کرنے والوں کا نتیجہ سمجھ میں آسکتا ہے۔ شعر

محمدؐ عربی دو جہاں کی عزت ہیں
جو خاکِ در نہیں اُن کا رہے وہ خاک بسر

تبعیت :

تبعیت بفتح اوّل و دوم و کسر سوم و تشدید چہارم مفتوح معنی تقلید۔ پیروی

درجہ محبوبیت میں ان انعامات کا ذکر تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیئے۔ تبعیت یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی جس کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔ (۴۳)

جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرما کر ایک اور انعام جس کا تعلق بھی محبوبیت ہی سے ہے نوازا جس سے اللہ تعالیٰ کی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی مسلمانوں کو محبوبیت کے درجے پر پہنچا دیتی ہے۔ سورۂ آل عمران میں ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (۴۴)

آپ فرمادیں کہ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو کہ اللہ تم سے محبت کرے اور بخش دے تمہارے گناہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ایسی بے داغ ہے کہ ہمیشہ ہر موقع پر اور ہر زمانے میں وہ مثالی کہلائے گی خود فرمایا کہ "جو مجھے خلوت میں کرتے دیکھو وہ جلوت میں برملا بیان کردو اور جو حجرے میں کرتے سنو اس کو چھتوں پر چڑھ کر پکار دو فلیبلغ الشاھد الغائب (۴۵) اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اللہ پاک نے دنیا کے سامنے بطور چیلنج کے پیش کر دیا ہے کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا ۝ (۴۶)

بے شک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے جو اگلے اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

اور حدیث میں بھی آتا ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا یہاں تک کہ اس کی خواہش اُس (شریعت) کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لے کر آیا ہوں۔ (۴۷)

اتباع سے متعلق امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ نے بھی اپنے مکتوبات جو کہ مکتوبات امام ربانی سے ممتاز ہیں، ان مکتوبات میں جو مکتوبات اتباع سنت سے متعلق صادر فرمائے ہیں ان کی عبارتیں پیش کی جاتی ہیں۔ اتباع سنت سے متعلق ایک خط اپنے خلیفہ صوفی قربان کی طرف صادر فرمایا اس میں تحریر فرماتے ہیں۔

فضیلت منوط بہ متابعت سنتِ سنیہ اوست و مزیّت مربوط بہ ایتانِ شریعت او علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ۔

مثلاً خوابِ نیمروزی کہ از روے ایں متابعت واقع شود از کرور کرور احیای لیالی کہ نہ از متابعت ست اولیٰ و افضل ست و ہمچنیں افطارِ یومِ فطر کہ شریعت مصطفوی بہ آں امر فرمودہ است از صیامِ ابد الاباد کہ نہ ماخوذ از شریعت اند بہتر است، اعطاء جیتلے بہ امر شارع از انفاقِ کوہِ زر کہ از نزدِ خود باشد فاضل تر ست ...... عمل کہ بموافقتِ شریعت واقع ی شود مرضیِ حق ست سبحانہ و خلافِ آن نامرضی او تعالیٰ۔

فضیلت کا دارومدار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن سنت کی پیروی پر ہے اور بزرگی صرف شریعت کی بجاآوری پر موقوف ہے۔ مثلاً دوپہر کا سونا (قیلولہ) اگر سنت کی پیروی کی بنا پر ہے تو وہ کروڑ کروڑ شب بیداریوں سے افضل ہے جو سنت کی پیروی میں نہ ہوں اسی طرح عید الفطر کے دن کا کھانا جس کے لئے شریعت مصطفوی ﷺ کا حکم ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے اس روزے سے بہتر ہے جو شریعت کی متابعت میں نہ ہو بحضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے

مطابق ایک جیتل (معمولی سکہ) خرچ کرنا اس سونے کے پہاڑ سے زیادہ قیمتی ہے جو اپنی رائے سے خرچ کیا جائے۔ وہ عمل جو شریعت کے مطابق ہو وہ اللہ پاک کی عین مرضی ہے اور جو اس کے خلاف ہو وہ اللہ پاک کی ناخوشی اور ناخوشنودی کا موجب ہے۔(۴۸)

ایک مکتوب جو میرزا بدیع الزمان کی طرف صادر فرمایا اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

دونوں جہان کی سعادت کی دولت سید کونین علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰات والتسلیمات اتمہا واکملہا کی متابعت پر وابستہ ہے۔ (جبکہ وہ متابعت) اس نہج (طریق) پر ہو جس کو اہل سنت و جماعت کے علما نے بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کوششوں کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

اسی مکتوب کے آخر میں فرماتے ہیں کہ:

حق سبحانہ و تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کی شریعت کے سیدھے راستے پر استقامت نصیب فرمائے۔ اور اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کے راستے پر چلا اور جس نے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ و علی الہ الصلوٰات والتحیات کی متابعت کو لازم پکڑا۔

ایک مکتوب میں سنت کی متابعت کی ترغیب دیتے ہوئے ملا محمد طالب بیانکی کو تحریر فرماتے ہیں:

میرے سعادتمند بھائی! طریقۂ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے بزرگوں نے روشن سنت کی پیروی کو لازم و ضروری قرار دیا ہے اور عمل کو عزیمت پر اختیار فرمایا ہے۔ اگر اس التزام واختیار کے ساتھ ان کو احوال و مواجید سے بھی مشرف کر دیں تو نعمتِ عظیم جانتے ہیں۔ اور اگر احوال و مواجید ان کو بخش دیں اور اس التزام واختیار (سنتِ سنیہ) میں کوئی فتور واقع ہو تو وہ ان احوال کو پسند نہیں کرتے اور ان مواجید کو نہیں چاہتے اور اس فتور میں اپنی خرابی کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔

کیونکہ ہندوستان کے برہمن، جوگی اور یونان کے فلاسفہ اور حکما تجلیات صوری اور مکاشفاتِ مثالی اور علومِ توحیدی بہت رکھتے ہیں لیکن ان کو ان (علوم) سے

سوائے خرابی اور رسوائی کے کچھ نتیجہ حاصل نہیں ہوتا، اور ان کے وقت کی دولت سوائے بعد و حرمان کے کچھ نہیں۔

اے بھائی! جب آپ نے فضلِ الٰہی جل سلطانہ سے اپنے آپ کو ان اکابر کی ارادت کے رشتے میں داخل کر لیا ہے تو ضروری ہے کہ ان کی پیروی کو اپنے اوپر لازم کریں اور سر مو بھی ان کی مخالفت نہ کریں تاکہ ان کے کمالات سے بہرہ مند ہو کر فیضیاب ہوں۔ سب سے پہلے اپنے عقائد کی تصحیح اہلِ سنت و جماعت کثر ہم اللہ سبحانہ کے اعتقادات کے مطابق کریں۔ دوسرے فرض، واجب، سنت، مندوب، حلال و حرام اور مشتبہ کا علم جو علمِ فقہ میں مذکور ہے حاصل کریں اور اس علم کے تقاضوں کے مطابق عمل کریں۔ تیسرے درجے میں علومِ صوفیہ کی طرف نوبت پہنچتی ہے۔ کیونکہ جب تک وہ دونوں بازو صحیح نہ ہوں گے عالم قدس کی طرف پرواز محال ہے۔ اگر ان دو بازوؤں کے بغیر احوال و مواجید میسر ہوں تو ان میں اپنی خرابی جاننی چاہئے اور ان احوال و مواجید سے پناہ مانگنی چاہئے۔

کار اینست غیر ایں همه هیچ

(کام بس یہ ہے باقی سب کچھ ہیچ ہے)

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلاَّ الْبَلَاغُ

قاصد کا کام صرف پہنچا دینا ہے (۴۹)

ایک اور مکتوب جو مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ سلمہ اللہ کی طرف صادر فرمایا۔ اس میں فرمایا!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

﴿تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو﴾

سب سے عمدہ نصیحت جو فرزندِ عزیز سلمہ اللہ سبحانہ اور تمام دوسرے دوستوں کو کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ سنتِ سنیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی تابعداری کریں اور بدعتِ ناپسندیدہ سے اجتناب کریں۔ اسلام اِس زمانے میں غریب

(یعنی بے یار و مددگار) ہو گیا ہے اور مسلمان بھی بے یار و مددگار ہوتے جارہے ہیں اور جوں جوں زمانہ گزرتا جائے گا اور بھی زیادہ غریب و بیکس ہوتے جائیں گے حتی کہ زمین پر اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ رہے گا۔

وَتَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ ۔(۵۰)

اور قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہو جائے گی۔

سعادتمند وہ شخص ہے جو اس غربت کے زمانے میں ترک شدہ سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کرے اور مروجہ و معمور بدعتوں میں سے کسی بدعت کو ختم کر دے۔ یہ وہ وقت ہے کہ حضرت خیر البشر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کو ہزار سال گزر چکے ہیں اور قیامت کی علامتوں نے پر توڈالا ہوا ہے۔ (یعنی علامات قیامت ظاہر ہونا شروع ہو گئی ہیں) اور عہد نبوت سے دور ہونے کے باعث سنت پوشیدہ ہو گئی ہے اور کذب و جھوٹ پھیل جانے کی وجہ سے بدعت جلوہ گر ہو رہی ہے۔ اب ایک ایسے شاہباز جواں مرد کی ضرورت ہے جو سنت کی مدد کرے اور بدعت کو شکست دے۔ بدعت کا جاری کرنا دین کی بربادی کا موجب ہے اور بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام کو مٹانے کا باعث ہے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان) آپ نے سنا ہوگا۔

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ الْبِدْعَةِ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدَمِ الْاِسْلَامِ (۵۱)

جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو منہدم کرنے میں مدد کی۔

لہٰذا پورے ارادے اور کامل ہمت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہئے کہ سنتوں میں سے کوئی سنت جاری ہو جائے اور بدعتوں میں سے کوئی بدعت دُور ہو جائے۔ ہر زمانے میں اور خصوصاً اس ضعفِ اسلام کے زمانے میں احکامِ اسلام کو قائم کرنا سنت کو رواج دینے اور بدعت کی تخریب کرنے پر وابستہ ہے۔

گزشتہ (زمانے کے) لوگوں نے شاید کسی بدعت میں کوئی حُسن دیکھا ہوگا جس کی وجہ سے بعض افرادِ بدعت کو انہوں نے مستحسن قرار دیا ہے۔ لیکن یہ فقیر اس مسئلے میں ان کے ساتھ موافقت نہیں رکھتا اور بدعت کے کسی فرد کو حسنہ نہیں جانتا بلکہ سوائے ظلمت و کدورت کے اس میں کچھ محسوس نہیں کرتا آنحضرت

علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (۵۲)

ہر بدعت گمراہی ہے۔

اسلام کے اس غربت وضعف کے زمانے میں جبکہ سلامتی سنت کے بجالانے پر موقوف ہے اور خرابی بدعت کے ارتکاب میں ہے، خواہ کوئی بھی بدعت ہو ہر بدعت کو پھاوڑے کی طرح جانتا ہے جو بنیادِ اسلام کو گراتی ہے۔ اور سنت کو اس روشن ستارے کی طرح دیکھتا ہے جو گمراہی کی تاریک رات میں ہدایت کا باعث بنتا ہے۔ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ علمائے وقت کو توفیق دے کہ کسی بدعت کو حَسَن کہنے کی جرأت نہ کریں اور کسی بدعت پر عمل کرنے کا فتویٰ نہ دیں، اگرچہ وہ بدعت ان کی نظروں میں صبح کی سفیدی کی طرح ہی روشن ہو کیونکہ سنت کے ماسویٰ میں شیطان کے مکرو فریب کو بڑا غلبہ و دخل ہوتا ہے۔ گزشتہ زمانے میں جبکہ اسلام قوی تھا اس لئے بدعت کی ظلمات کو برداشت کر سکتا تھا اس وقت شاید نورِ اسلام کی روشنی میں بعض بدعتوں کی ظلمات بعض اشخاص کو نورانی معلوم ہوتی ہوں جس کی وجہ سے ان پر حَسَنہ کا حکم لگایا ہو، اگرچہ درحقیقت ان میں کسی قسم کا حُسن اور نورانیت نہیں تھی۔ مگر اس وقت جب کہ اسلام ضعیف ہے بدعتوں کی ظلمتوں کو برداشت کرنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ اس وقت متقدمین اور متاخرین کا فتویٰ جاری نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ ہر وقت کے احکام علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ اس وقت پورا عالم ظہورِ بدعت کی کثرت کی وجہ سے بحرِ ظلمات کی طرح نظر آرہا ہے اور سنت کا نور اپنی غربت و قلت کے باعث اس بحرِ ظلمانی میں کرمہائے شب افروز (جگنوؤں کی طرح) محسوس ہو رہا ہے اور بدعت کا عمل اس ظلمت میں اور اضافہ کر رہا ہے اور سنت کے نور کو کم کرتا جاتا ہے۔ سنت پر عمل کرنا ظلمت کے کم کرنے اور نورانیت کو زیادہ کرنے کا باعث ہے۔ پس اب اختیار ہے جس کا دل چاہے بدعتوں کی ظلمات کو بڑھائے یا سنت کے نور کو زیادہ کرے اور جس کا دل چاہے وہ شیطان کے گروہ کو بڑھائے اور جس کا دل چاہے اللہ تعالیٰ کی جماعت میں اضافہ کرے۔:

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ O (۵۳)

خبر دار بیشک شیطان کا گروہ ہی خسارہ پانے والوں میں ہے۔

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O (۵۴)

خبر دار بیشک اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی فلاح و نجات پانے والا ہے۔(۵۵)

اتباع سنت سے ہی متعلق مولانا حاجی محمد کی طرف تحریر فرماتے ہیں، کہ:

اے محبت کے نشان والے! اگر دو چیزوں میں فتور نہیں آیا تو پھر کچھ غم نہیں: ۱۔ان میں سے ایک یہ کہ صاحبِ شریعت علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات و التحیات کی متابعت ہے۔ ۲۔اور دوسری اپنے شیخ کے ساتھ محبت و اخلاص۔ ان دونوں چیزوں کے ہوتے ہوئے اگر ہزاروں ظلمتیں اور کدورتیں (قلب پر) طاری ہو جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ (انجام کے اعتبار سے) اس کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ اور اگر نعوذ باللہ ان دونوں میں سے کسی ایک میں بھی نقصان پیدا ہو جائے تو پھر خرابی ہی خرابی ہے۔ اگرچہ حضور و جمعیت حاصل ہو، کیونکہ یہ استدراج ہے جس کا انجام خرابی ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ سے بڑی عاجزی و زاری کے ساتھ ان دونوں پر ثابت قدمی و استقامت طلب کرتے رہیں کیونکہ یہی دونوں امر اصل مقصود اور نجات کا مدار ہیں۔(۵۶)

اتباع سنت سے متعلق ایک اور مکتوب جو خان جہاں کی طرف صادر فرمایا اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

دنیائے فانی کی لذتیں اور نعمتیں اس وقت خوش گوار اور تحلیل (قابلِ ہضم) ہوتی ہیں جبکہ ان کے ضمن میں روشن شریعت کے تقاضوں کے مطابق عمل بھی کیا جائے اور آخرت بھی ان کے ساتھ جمع ہو جائے ورنہ وہ (نعمتیں) زہرِ قاتل کا حکم رکھتی ہیں جن کو شکر میں لپیٹ دیا گیا ہو۔ جس سے بے وقوفوں کو فریب اور دھوکہ دیا جا سکے۔ اگر اس زہر کا علاج حکیم مطلق کے تریاق سے نہ کیا جائے اور اس (زہریلی) شیرینی کی تلافی شرعی اوامر و نواہی کی تلخی کے ساتھ نہ کی جائے تو بڑے افسوس کی بات ہے۔

مختصر یہ کہ تھوڑی سی کوشش اور تردد سے شریعت کے مطابق کہ جس کی بنیاد

سہولت پر ہے۔ ملکِ ابدی حاصل ہو جاتا ہے اور تھوڑی سی غفلت اور لاپروائی سے وہ دولتِ جاودانی ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ عقل دُور اندیش سے کام لینا چاہئے اور نادان بچوں کی طرح جوز و مویز پر فریفتہ نہ ہونا چاہئے۔

یہ خدمت جو آپ سے متعلق ہے اگر اس کو شریعت مصطفویہ علی مصدرہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی بجا آوری کے ساتھ جمع کر دیں تو وہ انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات جیسا کام ہوگا اور دینِ متین کو منور اور معمور کر دیں گے۔ ہم فقرا اگر سالہا سال اس عمل میں دل و جان سے کوشش کریں تو بھی آپ شہبازوں کی گرد تک نہیں پہنچ سکتے۔

گوئے توفیق و سعادت درمیاں افگندہ اند		کس بمیداں درنمے آید سواراں راچہ شد
گیند توفیق و سعادت کی پڑی ہے سامنے		کیوں نہیں میداں میں لینے کو اُسے آتا سوار (۵۷)

اتباع شریعت ہی کی برکات کے بارے میں مولانا عبدالواحد لاہوریؒ کو تحریر فرماتے ہیں:

انسان میں جس طرح اس کا قلب رحمٰن جل سلطانہ کے عرش کا نمونہ ہے اور اس کا ظہورِ قلبی ظہورِ عرشی کا نمونہ ہے، اسی طرح انسان میں بیت اللہ کا بھی ایک نمونہ اور نشان ہے جو میانہ (درمیان) ہے اور دائیں بائیں سے بیگانہ اور حُسنِ سبقت میں یگانہ ہے۔ اس دولتِ عظمیٰ کے اصل مالک تو انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات ہیں، اور ان بزرگوں (انبیا) کی تبعیت (اتباع) و وراثت کی وجہ سے امتیوں میں سے جس کو چاہیں اس دولت سے مشرف فرما دیں۔ انبیاء علیہم الصلوات والتحیات کے اصحاب میں انبیا علیہم الصلوات و التسلیمات کی صحبت کی برکت کی وجہ سے یہ دولت بہت زیادہ تھی۔ اب صحابہ رضی اللہ علیہم کے زمانے کے بعد وہ کم ہوگئی، البتہ طویل زمانوں کے گزر جانے کے بعد اگر کسی ایک ہی کو وراثت اور اتباع کی بنیاد پر اس دولت سے مشرف کر دیں تو وہ بڑا غنیمت اور کبریتِ احمر ہے، ایسا شخص اصحابِ کرام علیہم الرضوان کے زمرہ میں داخل ہے اور سابقین (مقربین) میں سے ہے۔ اور اس عالی نسبت والا مرکزِ مطلوب کی دولت سے ممتاز ہے۔ اگرچہ نفس مرکز میں بھی بہت سے مراتب ہیں لیکن یہ سبقت کی دولت سے مشرف ہے۔ اس سے زیادہ اس معمے کو کیا ظاہر کرے اور

ان رموز کی کیا شرح بیان کرے۔ اور جب اللہ سبحانہ کے فضل سے یہ نسبتِ عالیہ ظاہر ہوتی ہے تو سابقہ تمام نسبتیں زوال پذیر ہو جاتی ہیں اور ان کا نام و نشان تک نہیں رہتا، خواہ وہ نسبت قلبی ہو یا غیر قلبی:

اِذَا جاءَ نَهْرُ اللّٰهِ بَطَلَ نَهْرُ عِيسٰى۔

جب اللہ تعالیٰ کی نہر آجاتی ہے تو عیسیٰ کی نہر باطل ہو جاتی ہے۔

اس مقام کا نشان ہے۔ اس دولت والے صراطِ مستقیم پر ہیں جو مطلوب تک پہنچنے کے لئے محاذ (برابر) میں پڑے ہوئے ہیں اور جو کوئی اس راستے سے دائیں اور بائیں جانب ہے تو اس کا وصول ظلال میں سے کسی ظل تک ہے، اگرچہ ظلال میں بھی مختلف مدارج ہیں لیکن سب ظلیت کے داغ سے داغدار ہیں۔

فراقِ دوست اگر اندک است اندک نیست　　درونِ دیدہ اگر نیم موست بسیار است

جدائی دوست کی تھوڑی بھی ہو نہیں تھوڑی　　ذرا سا بال ہو گر آنکھ میں، نہیں تھوڑا

جو شخص بھی صراطِ مستقیم سے رائی کے دانے کے برابر بھی جدا ہو گیا وہ جوں جوں جائے گا دُور سے دُور ہوتا جائے گا اور اپنے مطلوب کے وصول میں بہت دور ہو جائے گا۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی　　کیں رہ کہ تومی روی بہ ترکستان است

کعبہ کب جائے گا تو اعرابی　　راہ ترکی کی تو نے پکڑی ہے۔

ثَبَّتَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔ (۵۸)

اللہ تعالیٰ ہم کو سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھے، اور سلام ہو اس شخص پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

آخر میں حضرت مجددؒ کا ایک طویل مکتوب جو سید شاہ محمد صاحبؒ کی طرف مدارج اتباع سنت کے بارے میں صادر فرمایا پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں سات مدارج ذکر کئے ہیں:

مدارجِ اِتّباعِ سنّت

متابعتِ آں سرور علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ سرمایہ سعادات دینیہ و دنیویہ

است درجات و مراتب دارد:-

درجہ اولی مر عوامِ اہل اسلام راست از اتیانِ احکامِ شرعیہ و متابعتِ سنتِ سنیہ، بعد از تصدیق قلب و پیش از اطمینان نفس کہ بدرجہ ولایت مربوط است و علماء ظواہر و عباد وزہاد کہ معاملہ شان باطمینان نفس نہ پیوستہ است، ہمہ دریں درجہ متابعت شیریک اند و در حصولِ صورتِ اتباع برابر اند و چوں نفس دریں مقام از کفر و انکار خود نہ رستہ است لاجرم ایں درجہ مخصوص بصورت متابعت باشد۔ ایں صورت متابعت در رنگِ حقیقتِ متابعت موجبِ فلاح ورستگاری آخرت است و منجی از عذابِ نار است و مبشر بدخولِ جنت از کمالِ کرم انکارِ نفس را اعتبار نا نمودہ بہ صدیق قلب کفایت فرمودہ است و نجات را مربوط بہ آن تصدیق ساختہ۔

می توانی کہ وہی اشکِ مراحسنِ قبول

ایکہ دُر ساختہ قطرہ بارانی را

درجہ دوم از متابعت اتباع اقوال و اعمالِ اوست علیہ و علیٰ آلہ الصلوۃ والسلام کہ بباطن تعلق دار داز تہذیبِ اخلاق و دفع رذائلِ صفات و ازالہ امراضِ باطنیہ و عللِ معنویہ کہ بمقام طریقت متعلق اند۔ ایں درجۂ اتباع مخصوص بہ اربابِ سلوک است کہ طریقۂ صوفیہ را از شیخِ مقتدا اخذ نمودہ بوادی و مفازہ سیر الی اللہ را قطع می نمایند۔

درجہ سوم از متابعتِ اتباعِ احوال و اذواق و مواجید آن سرور است علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ بمقامِ ولایتِ خاصہ تعلق دار ندو این درجہ مخصوص بہ ارباب ولایت است کہ مجذوب سالک باشند یا سالک مجذوب۔ وچوں مرتبہ ولایت بہ انجام رسد نفس مطمئنہ گشت و از طغیان و سرکشی باز ماند و از انکار بہ اقرار و از کفر بہ اسلام آید۔ بعد ازیں ہرچہ در متابعت کوشد حقیقتِ متابعت خواہد بود و اگر نماز ادامی نماید حقیقتِ متابعت بجاے آرد و اگر صوم است ہمیں حکم است و اگر زکوٰۃ است ہمیں نمط است و علیٰ ھذا القیاس در اتیان جمیع احکامِ شریعت حقیقت اتباع کائن است ......

درجہ چہارم از اتباع مخصوص بعلماء راسخین ست شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کہ بعد از

اطمینانِ نفس بدولتِ متابعت متحقق نیز اند و اولیا اللہ را قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ہر چند نحوے از اطمینانِ نفس بعد تمکین قلب حاصل ست اما کمال اطمینان مر نفس ر در تحصیلِ کمالات نبوت حاصل است کہ علماء راسخین را از ان کمالات بطریقِ وراثت نصیب است پس علماء راسخین بواسطہ کمال اطمینانِ نفس بحقیقتِ شریعت کہ حقیقتِ اتباع است متحقق باشند و دیگراں چوں این کمال نہ دارند گاہے بصوتِ شریعت متلبس اند و گاہے بحقیقت شریعت متحقق،

درجہ پنجم از متابعت اتباع کمالاتِ آن سرور است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ علم و عمل را در حصولِ آن کمالات مدخلے نیست بلکہ حصولِ آنہا مربوط بمحض فضل و احسانِ خداوندیست جل سلطانہ و این درجہ بس عالیست۔ درجاتِ سابق را بہ آن مساسے نیست این کمالات بالاصالہ مخصوص بہ انبیاء اولوالعزم است علیہم الصلوات والتسلیمات و بہ تبعیت و وراثت کرا بہ این دولت مشرف سازند۔

درجہ ششم از متابعت اتباع آن سرور است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام در کمالے کہ مخصوص بہ مقام محبوبیت آن سرور است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ چنانچہ در درجہ پنجم افاضۂ کمالات بمجرد فضل و احسان بودہ درین درجہ ششم افاضئہ کمالات آن بمجرد محبت است کہ فوق تفضّل و احسان ست ازیں، درجۂ متابعت نیز اقل قلیل را نصیب است ایں پنج درجہ متابعت غیر از درجہ اولی ہمہ بمقامات عروج تعلق دارند و حصولِ اینہا بصعود مربوط است۔

درجہ ہفتم از متابعت ست کہ تعلق بہ نزول و ہبوط دارد ایں درجہ سابع از متابعت جامع جمیع درجات سابق است، زیراکہ درین متوطنِ نزول ہم تصدیقِ قلب ست و ہم تمکین قلب ست و ہم اطمینانِ نفس ست و ہم اعتدال اجزاء قالب کہ از طغیان و سرکشی باز ماندہ اند، درجاتِ سابق گویا اجزا متابعت بودہ اند و این درجہ ہم چوں کل است مر آن اجزا را درین مقام تابع۔ بہ متبوع بنوع شباہت می کند کہ گویا اسم تبعیت از میان می خیزد و امتیازِ تابع و متبوع زائل می گردد و چنان متوہم می شود کہ تابع در رنگ متبوع ہرچہ اخذ می کرد از اصل می کرد و گویا ہر دو از یک چشمہ آب می خورند و ہر دو آغوش یک کنار اند......

تابع کامل کسی است کہ باین ہفت درجہ متابعت متحلّی شود و آنکہ بعضے از درجات متابعت دارد و بعضے ندارد تابع فی الجملہ است علی تفاوت الدرجات۔ علماء ظواہر بہ درجہ اولی خرسند اند۔ کاش آں درجہ رااہم سرانجام بدہند......(۵۹)

حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی جو دینی اور دنیوی سعادتوں کا سرمایہ ہے کئی درجوں اور مرتبوں پر مشتمل ہے۔

پہلا درجہ عوام اہلِ اسلام کے لئے ہے۔ یعنی احکام شرعیہ کا بجالانا اور سنتِ سنیہ کی پیروی کرنا اور یہ تصدیق قلبی کے بعد اور اطمینان نفس سے پہلے ہے جو درجہ ولایت سے تعلق رکھتا ہے۔ علمائے ظاہر اور وہ عابد و زاہد حضرات جن کا معاملہ .... اطمینان نفس تک نہیں پہنچا۔ وہ سب متابعت کے اس درجے میں شریک ہیں اور اتباع کی صورت کے حاصل ہونے میں برابر ہیں چونکہ نفس کو اس مقام میں ابھی تک کفر وانکار سے چھٹکارا نہیں ہوا ہے اس لئے لازمی طور پر یہ درجہ محض متابعت کی صورت کے لئے مخصوص ہے۔ متابعت کی یہ صورت متابعت کی حقیقت کی طرح آخرت کی فلاح و نجات کا ذریعہ ہے اور دوزخ کے عذاب سے بچانے والی بھی ہے اور جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری دینے والی بھی ہے۔ اللہ پاک نے کمال مہربانی سے انکارِ نفس کا اعتبار نہ کرتے ہوئے محض تصدیق قلب پر کفایت فرمائی ہے اور نجات کا دار و مدار اسی تصدیق پر رکھ دیا ہے۔

فضل سے اپنے جو قطرے کو بنا دے گوہر
کیا عجب ہے کہ مرے اشک کو دے حسنِ قبول

دوسرا درجہ متابعت کا یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اقوال و اعمال کی اتباع کی جائے جو باطن سے متعلق ہے یعنی تہذیب اخلاق، بری عادتوں کا دور کرنا، باطنی امراض اور اندرونی بیماریوں کا دفع کرنا وغیرہ۔ یہ درجہ اربابِ سلوک کے ساتھ مخصوص ہے جو طریقہ صوفیہ کو کسی شیخ مقتدا سے اخذ کر کے سیر الی اللہ کی وادی اور بیابان سے گزارتے ہیں۔

تیسرا درجہ متابعت کا یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احوال واذواق و مواجید کی اتباع کی جائے جن کا تعلق مقام ولایتِ خاصہ سے ہے

اور یہ درجہ اربابِ ولایت کے ساتھ مخصوص ہے۔ یعنی جو مجذوب سالک یا سالک مجذوب ہوا کرتے ہیں۔ جب مرتبہ ولایت اپنے انجام تک پہنچ جاتا ہے تو نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے یعنی وہ بغاوت اور سرکشی سے ہٹ جاتا ہے اور انکار کی حالت سے اقرار میں اور کفر کی حالت سے اسلام میں آ جاتا ہے۔ اس کے بعد جس قدر بھی متابعت میں سعی کی جاتی ہے متابعت کی حقیقت ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر نماز ادا کرتا ہے تو گویا وہ متابعت کی ''حقیقت'' بجالاتا ہے اور اگر روزہ ہے یا زکوٰۃ تو اس کا بھی یہی حال ہے۔ غرض تمام احکام شریعت کے بجالانے میں متابعت کی حقیقت شامل حال ہوتی ہے۔

چوتھا درجہ متابعت کا علمائے راسخین کے ساتھ مخصوص ہے جو اطمینان نفس کے بعد متابعت کی ''حقیقت'' کی دولت سے بہرہ ور ہیں۔ اگرچہ اولیاالله کو بھی تمکینِ قلب کے بعد کسی قدر اطمینانِ نفس حاصل ہوتا ہے، لیکن نفس کو کمال اطمینان صرف کمالات نبوت کی تحصیل سے ہوتا ہے اور علمائے راسخین کو یہ کمالات بطور وراثت حاصل ہوتے ہیں، پس علمائے راسخین اپنے نفس کے کمالِ اطمینان کی وجہ سے شریعت کی ''حقیقت'' سے بہرہ مند ہوتے ہیں کیونکہ یہی متابعت کی ''حقیقت'' ہے اور چونکہ دوسرے لوگ یہ کمال (اطمینان) نہیں رکھتے اس لئے وہ کبھی شریعت کی صورت سے اور کبھی شریعت کی ''حقیقت'' سے مستفیض ہوتے ہیں۔

پانچواں درجہ متابعت کا حضور انور ﷺ کے اُن کمالات کی پیروی ہے جن کے حصول میں علم و عمل کا کوئی دخل نہیں کہ ان کا حصول محض فضل و احسان پر موقوف ہے اور یہ درجہ بہت ہی بلند ہے اس درجے کے مقابلے میں پہلے درجوں کی کوئی حقیقت نہیں یہ کمالات دراصل انبیائے اولوالعزم و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ مخصوص ہیں یا پھر جن کو تبعیت اور وراثت کے طور پر اس دولت سے مشرف فرمایا جائے۔

چھٹا درجہ متابعت کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ان کمالات کی متابعت ہے جو حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقامِ محبوبیت کے ساتھ

مخصوص ہیں۔ چنانچہ جس طرح پانچویں درجے میں کمالات کا فیضان محض فضل و احسان خداوندی پر موقوف تھا، اسی طرح اس چھٹے درجے میں کمالات کا فیضان محض محبت کی بنا پر ہے یہ بھی خاص فضل ہی ہے اور وہ تفضّل و احسان سے برتر ہے اور متابعت کا یہ درجہ بہت کم حضرات کو نصیب ہوتا ہے پہلے درجے کے علاوہ، متابعت کے یہ پانچ درجے مقاماتِ عروج کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور ان کا حصول صرف صعود سے وابستہ ہے۔

ساتواں درجہ متابعت کا وہ ہے جو نزول و ہبوط سے تعلق رکھتا ہے۔ متابعت کا یہ درجہ پہلے تمام درجات کا جامع ہے کیونکہ اس مقام نزول میں تصدیق قلب بھی ہے اور تمکینِ قلب بھی۔ اسی طرح اطمینان نفس بھی اور اجزائے قالب کا اعتدال بھی جو بغاوت و سرکشی سے باز آچکے ہوتے ہیں۔ گویا پہلے تمام درجے اس متابعت کے اجزا ہیں اور ان اجزاء کے لئے یہ درجہ کل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مقام میں تابع اپنے متبوع کے ساتھ مشابہت پیدا کر لیتا ہے یہاں تک کہ تبعیت نام کو بھی نہیں دیجاتی اور تابع و متبوع کا امتیاز ہی ختم ہو جاتا ہے اور ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا تابع نے متبوع کی طرح جو کچھ لیا ہے وہ آصل ہی سے لیا ہے یا دونوں ایک ہی چشمے سے پانی پیتے ہیں یا دونوں ہمکنار ہیں (بہر حال) کامل تابعدار وہ ہے جو تابعداری کے ان ساتوں درجوں سے آراستہ ہو اور وہ شخص جس میں اس تابعداری کے بعض درجے پائے جاتے ہیں اور بعض نہیں پائے جاتے تو وہ بھی تابع ضرور ہے لیکن درجات کے فرق سے ہے (نرے) علمائے ظاہر پہلے درجے ہی میں خوش ہیں۔ کاش یہ لوگ پہلے درجے ہی کو سرانجام کرلیں۔

وآخر دعوانا انِ الحمد للہ رب العلمین

حواشیہ و حوالہ جات

۱۔ الحدیث
۲۔ سورۃ البلد آیت ا،
۳۔ سورۃ الزخرف آیت ۸۸،
۴۔ سورۃ الحجر آیت ۷۲،
۵۔ سورۃ الانفال آیت ۳۳،
۶۔ سورۃ النساء آیت ۶۴
۷۔ سورۃ المزمل آیت ا،
۸۔ سورۃ المدثر آیت ا،
۹۔ سورۃ یٰس آیت ا،
۱۰۔ سورۃ بقرہ آیت ۱۴۳،
۱۱۔ سورۃ اعراف آیت ۱۸۳، سورۃ قلم آیت ۴۵،
۱۲۔ سورۃ مائدہ آیت ۱۵۔ ۴۴، وغیرہ
۱۳۔ سورۃ بقرہ ۲۰۹، ۲۲۰، وغیرہ
۱۴۔ سورۃ الانفال آیت ۱۷،
۱۵۔ سورۃ الفتح آیت ۱۰،
۱۶۔ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۴،
۱۷۔ سورۃ النجم آیت ۳، ۴،
۱۸۔ سورۃ النجم آیت ۹،
۱۹۔ مکتوبات امام ربانی
۲۰۔ سورۃ الاسراء آیت ۷۹،
۲۱۔ سورۃ النساء آیت ۴۱،
۲۲۔ سورۃ الکوثر آیت ا،
۲۳۔ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷،
۲۴۔ سورۃ الاحزاب آیت ۴۰،
۲۵۔ سورۃ المائدہ آیت ۳،
۲۶۔ سورۃ الحجر آیت ۹،
۲۷۔ مجمع الزوائد ۸/ ۲۵۸، القدسی،
۲۸۔ مسند احمد ۶/ ۲۰۳، حدیث ۲۰۹۲۴، بیروت،
۲۹۔ دلائل النبوۃ ۵/ ۱۴۵، دار الکتب العلمیہ،
۳۰۔ مسند احمد ۴/ ۷۳، حدیث ۱۳۸۵۲، بیروت،
۳۱۔ مسند احمد ۵/ ۱۷۵، حدیث ۱۹۲۳۶، بیروت،
۳۲۔ مسند احمد ۴/ ۷۳، حدیث ۱۳۸۵۲،
۳۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل مکتوب ۴۴،
۳۴۔ یہ مضمون ترمذی اور دارمی کی روایت سے ماخوذ ہے۔
۳۵۔ یہ مضمون امام مسلم کی روایت سے ماخوذ ہے۔
۳۶۔ ماخوذ من حدیث رواہ الترمذی والدارمی
۳۷۔ رواہ الدارمی
۳۸۔ رواہ الترمذی

۳۹۔ رواہ الترمذی
۴۰۔ رواہ الدیلمی، مسند الفردوس،
۴۱۔ سورۂ آل عمران آیت ۱۱۰،
۴۲۔ سورۂ توبہ آیت ۹۷،
۴۳۔ سورۂ نساء آیت ۸۰،
۴۴۔ سورۂ آل عمران آیت ۳۱،
۴۵۔ مسند احمد ۴/۳۱، ۳۲،
۴۶۔ سورۂ الاحزاب، آیت ۲۱،
۴۷۔ مشکوٰۃ ص ۲۲،
۴۸۔ دفتر اول مکتوب ۱۱۴،
۴۹۔ دفتر اول مکتوب ۲۳۷،
۵۰۔ رواہ احمد/المسند، ۲/۵،
۵۱۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان،
۵۲۔ مسلم، کتاب الجمعہ، باب ۱۳،
۵۳۔ سورۃ المجادلہ آیت ۱۹،
۵۴۔ // // ۲۲،
۵۵۔ دفتر دوم مکتوب ۲۳،
۵۶۔ // // ۳۰
۵۷۔ // سوم // ۵۴
۵۸۔ دفتر دوم مکتوب ۷۰
۵۹۔ دفتر دوم مکتوب ۵۴،

فقیہہ العصر حضرت مولانا سید زوّار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے افکار و معارف کا جامع انتخاب

اقوالِ زواریہ

اخذ و ترتیب: سید عزیز الرحمٰن

صفحات ۱۶۰، جیبی سائز، قیمت ۳۰/روپے

عقائد، اخلاق، تصوف اور معاشی و معاشرتی معلومات کا
دیدہ زیب و بیش بہا مرقع

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز